فتاوی نذیریہ: تعارف و تجزیہ

حافظ عبد الباسط عزیز*

حافظ عبد الباسط خان**

میاں نذیر حسینؒ دہلوی کے مختصر حالات زندگی:

سورۃ الحجر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (۱) "یقیناً ہم نے ہی ذکر نازل کیا ہے اور ہم خود ہی اس کی نگہبانی کرنے والے ہیں۔" اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ وعدہ اس طرح پورا فرمایا کہ ہر صدی میں کچھ ایسی مثالی شخصیتیں پیدا فرماتا رہا کہ جنھوں نے زندگی کا اوڑھنا بچھونا ہی دین اسلام کی ترویج واشاعت کو بنائے رکھا، اور یوں ان اساطین علم کی گراں قدر خدمات سے اسلام دنیا کے ہر خطے میں پہنچ گیا۔ انہی اولوالعزم ہستیوں میں سے ایک ہستی شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلویؒ ہیں جنھوں نے ہندوستان کے شہر دہلی میں بساط علم بچھائی اور تقریباً ۷ دہائیوں تک ہزاروں طالبانِ علم نے آپ سے کسبِ فیض کیا۔

میاں صاحب نذیر حسین دہلویؒ کا خاندان علم میں ممتاز تھا۔ اور دنیوی اعتبار سے بھی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ سید صاحب کے جدّ اعلیٰ سید احمد شاہ جاجنیری، قطبُ الدین ایبک (۶۰۳ تا ۶۰۷ھ) کے زمانہ میں سلطنت ہند میں وارد ہوئے، اسی دور میں صوبہ بہار کے راجہ اندرہ دون نامی کے خلاف فوج کشی میں مولانا نورالدین کی زیر قیادت ساٹھ ہزار کا لشکر جرار میں ایک سریہ کے سپہ سالار یہی سید احمد شاہ جاجنیری تھے جنھوں نے فتح یابی کے بعد موضع ایکساری صوبہ بہار میں سکونت اختیار کر لیا اسی جرنیل کی نسل سے سید جواد علی کے اجداد تھے جو موضع بلتھوا میں رہنے لگے جو سورج گڑھ (پرگنہ) (جو میاں صاحب کا وطن ہے) سے پانچ چھ میل کی مسافت پر واقع ہے۔ (۲)

حضرت میاں صاحب کی ولادت ۱۲۲۰ھ (۱۸۰۵ء) میں موضع بلتھوا میں ہوئی جو ہندوستان کے صوبہ بہار کے ضلع مونگیر میں واقع ہے۔ حضرتؒ کا سلسلہ نسب چونتیسویں پشت میں بواسطہ حضرت حسینؓ، حضرت علیؓ سے اور پینتیسویں پشت میں بواسطہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ رسول اللہ ﷺ سے ملتا ہے۔ حضرت میاں صاحب ننیہال اور دادھیال کی طرف سے نقوی حسینی سید ہیں۔ آپ کے والد کا اسم گرامی سید جواد علی تھا جو فارسی زبان میں بالخصوص

* پی ایچ ڈی سکالر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

** اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

مہارت رکھتے تھے۔(۳)

عہد طفولیت میں ان کا اصل مشغلہ کھیل کود، گھڑ سواری، جمناسٹک، دریا میں شناوری اور بھاگ دوڑ تھا، یہی وجہ ہے کہ ان کی صحت بہت اچھی تھی، قویٰ مضبوط تھے، پندرہ سولہ سال کا ابتدائی زمانہ اسی طرح گزر گیا۔(۴)

تحصیل علم کی طرف رجحان اس طرح ہوا کہ میاں صاحب کے والد ماجد کی خدمت میں ایک پڑھا لکھا برہمن آیا کرتا تھا، ایک دن اس نے میاں صاحب سے کہا: " میاں صاحب زادے؟ تم اتنے بڑے ہو گئے ہو اور پڑھنے لکھنے سے محروم ہو۔ تمہیں پتا نہیں کہ تمہارے خاندان کے تمام لوگ مولوی ہیں اور تم جاہل ہو۔(۵)

برہمن کی اس مختصر اور سیدھی بات نے دل پر اتنا اثر کیا کہ اسی آن دل طلب علم کی طرف مائل ہو گیا، پہلے والد ماجد سے فارسی پڑھی جنہیں اس علم میں مہارت حاصل تھی۔ پھر عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھنا شروع کر دیں۔ اس وقت وہ عمر عزیز کے سولھویں سال سے نکل کر سترھویں سال میں قدم رکھ رہے تھے۔(۶)

اسی اثنا میں رازداری کے وعدے پر اپنے ایک ہم عمر طالب علم بشیر الدین عرف امداد علی کے ساتھ گھر سے نکلے اور کسی طرح مدینۃ العلم عظیم آباد (پٹنہ) جا پہنچے، کم و بیش چھ مہینے وہاں اقامت گزیں رہے۔ اس عرصے میں انہوں نے وہاں کے اساتذہ سے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا اور کتب حدیث میں مشکوٰۃ شریف پڑھی۔(۷)

حضرت مولانا اسماعیل شہید دہلویؒ اور سید احمد شہیدؒ کے ساتھ پٹنہ (عظیم آباد) میں پندرہ روزہ صحبت اور وعظ کی برکت سے میاں صاحب کے دل میں دہلی جانے کا خیال پیدا ہوا۔ کیوں کہ اس وقت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی زندہ تھے اور دہلی میں تشریف فرماتے تھے بہر حال ۱۲۳۷ھ (۱۸۲۲ء) میں میاں صاحب اپنے رفیق سفر امداد علی کی رفاقت میں دہلی کے لئے پٹنہ سے روانہ ہوئے۔ وہاں سے چل کر غازی پور پہنچے تو چند روز وہاں قیام کیا اور مولوی احمد علی چڑیا کوٹی سے ابتدائی درسی کتابیں پڑھیں۔ غازی پور سے بنارس کا عزم کیا، بنارس سے الہ آباد میں دریائے جمنا کے کنارے ایک مسجد میں قیام کیا، پھر دائرہ شاہ محمد اجمل میں مولوی زین العابدین سے صرف و نحو کی کتابیں جن میں مراح الارواح، زنجانی، نقود الصرف، شرح مائۃ عامل، مصباح، ضریری اور ہدایۃ النحو وغیرہ شامل ہیں۔ پھر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے مستفید ہونے کے نیت سے الہ آباد سے دہلی کو روانہ ہوئے۔ بالاخر ۱۳ رجب ۱۲۴۳ھ مطابق ۳۰- جنوری ۱۸۲۸ء کو بدھ کے دن دہلی پہنچے۔(۸) حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے ۷- شوال ۱۲۳۹ھ کو ہفتے کے روز وفات پائی اور میاں صاحب ان کی وفات سے تین برس نو مہینے پانچ روز بعد دہلی پہنچے یعنی شدید تمنا کے باوجود حضرت شاہ صاحب کے حلقہ شاگرد میں شریک نہ ہو سکے۔ ان کی دہلی میں تشریف آوری کے وقت شاہ صاحب کے نواسے حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب ان کی مسند درس پر متمکن تھے، محدود علمی

قابلیت کی بنا پر مولانا عبد الخالق صاحب سے حصول علم کا سلسلہ شروع فرمایا اور کافیہ، قطبی، مختصر معانی، شرح وقایہ، نورالانور اور حسامی وغیرہ کتابیں مولانا ممدوح سے پڑھیں۔(۹)

اساتذہ کرام میں مولانا شاہ محمد حسینؒ، مولانا احمد علی چڑیا کوٹیؒ (متوفی ۱۲۷۲ھ)، مولوی سید زین العابدین، مولانا عبد الخالق محدث دہلویؒ (م ۱۲۴۵ھ)، مولانا اخوند شیر محمد قندھاری (متوفی: ۱۲۵۷ھ)، حضرت مولانا جلال الدین الہروی، مولانا کرامت علی اسرائیلی (متوفی: ۱۲۷۷ھ)، مولانا محمد بخش عُرف تربیت خاں، مولانا عبد القادر رامپوری، مولانا حکیم نیاز احمد سہسوانی، کے نام قابل ذکر ہیں۔(۱۰)

جس زمانے میں میاں صاحب دہلی میں حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب سے کسب فیض کر رہے تھے، اسی زمانے میں ان کی شادی اپنے شفیق استاذ حضرت مولانا سید عبد الخالق صاحب (متولی مسجد اورنگ آبادی) کی صاحب زادی سے ہوئی۔ ۱۲۴۸ھ کے آغاز (۱۸۳۳ء) میں میاں صاحب کی شادی ہوئی تھی اور اسی سال کے آخر میں نو دس مہینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا جس کا نام شریف حسین رکھا گیا۔(۱۱)

میاں صاحب کے ہم سبق حضرات میں دہلی میں مولانا عبد الخالق صاحب اور حضرت شاہ محمد اسحاق صاحبؒ سے تحصیل علم کے وقت مولوی رحمت اللہ بیگ، مولوی عبد اللہ سندھی، مولوی محمد گل کابلی، مولوی نور علی متوطن سسراون، حافظ محمد فاضل سورتی، حافظ حاجی محمد صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں جناب میاں صاحب کے ہم سبق تھے۔ ہدایہ کے سبق میں نواب قطب الدین خاں مرحوم، مولوی بہاء الدین دکھنی، مولوی صفۃ اللہ پانی پتی، مولوی قاری حافظ کرم اللہ شریک تھے۔(۱۲)

میاں صاحب تمام علوم متداولہ میں عمیق نگاہ رکھتے تھے، قرآن و حدیث، فقہ و کلام، صرف و نحو، اصول حدیث اور اصولِ فقہ، ادب و انشاء معانی و بیان، منطق و فلسفہ، حساب و ریاضی غرض جو علوم اس زمانے میں مروّج و متداول تھے، میاں صاحب کو ان سب میں عبور حاصل تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو حفظ و اتقان کی بے پناہ دولت سے نوازا تھا، فقہ حنفیہ تو یوں سمجھئے کہ انھیں پوری طرح ازبر تھی اور کی تمام جزئیات ان کے خزانہ ذہن میں محفوظ تھیں، فتویٰ نویسی میں نہایت محتاط تھے، قرآن و حدیث اور ائمہ فقہ کے مستند حوالوں کی روشنی میں فتویٰ تحریر فرماتے تھے۔

تدریس علومِ حدیث میں خانوادہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے اصل وارث حضرت میاں سید نذیر حسینؒ ہی تھے، شوال ۱۲۵۸ھ میں حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب نے ہندوستان سے ہجرت فرمائی تو اس وقت دہلی میں بے شمار علمائے کرام موجود تھے، لیکن حضرت شاہ عبد العزیز اور حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب کی مسند درس و افتا پر

حضرت میاں سید نذیر حسینؒ ہی متمکن ہوئے۔"میاں صاحب"کا لقب بھی بہ سلسلہ جانشینی ان سے منتقل ہوتا ہوا یہ لقب حضرت سید نذیر حسین صاحب تک پہنچا۔(۱۳)

میاں صاحب نے اپنے ۶۲ سالہ زمانہ تدریس میں جو تلامذہ تیار کیے ان کے مزاج اور طریق کار میں عجیب تنوع نظر آتا ہے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک نے اپنی استعداد کے مطابق مرحوم سے اثر لیا۔حضرت میاں صاحب کے تلامذہ کی ایک جماعت تحریک جہاد سے وابستہ رہی ان میں حافظ عبد اللہ صاحب غازی پوری (م-۱۳۳۷ھ)، مولانا عبد العزیز رحیم آبادی(م- ۱۳۳۶ھ)، مولانا محمد ابراہیم آروی(م-۱۳۱۹ھ)وغیرہم سرفہرست ہیں، حضرت میاں صاحب کے کے تلامذہ کی ایک جماعت کا رجحان تدریس کی طرف تھا چنانچہ مولانا محمد بشیر سہسوانی (م-۱۳۲۶ھ)، مولانا حافظ عبد اللہ صاحب غازی پوری (م-۱۳۳۷ھ)، مولانا عبد الجبار عمرپوری (م-۱۳۳۴ھ)، حافظ عبدالمنان وزیر آبادی (م-۱۳۳۴ھ) ،مولانا حافظ محمد لکھوی(م-۱۳۱۱ھ)، مولانا عبد الرحیم غزنوی (م-۱۳۴۴ھ)، مولانا عبد الرحمان مبارکپوری (م-۱۳۵۳ھ)، مولانا ابو سعید شرف الدین دہلوی (م-۱۳۸۱ھ)، وغیرھم نے تدریس کے ذریعے کتاب وسنت اور علوم اسلامیہ کی نشرواشاعت کی حتیٰ کی اس کے اثرات بڑے شہروں سے تجاوز کر کے قصبات اور دیہات تک پہنچ گئے، حضرت میاں صاحب کے کچھ تلامذہ تصنیف وتالیف کی طرف مائل ہوگئے، جن میں شمس الحق ڈیانوی(م-۱۳۲۹ھ)، مولانا عبد الرحمان مبارکپوری (م-۱۳۵۳ھ)، مولانا وحید الزمان حیدرآبادی(م-۱۳۳۸ھ)، مولانا ابوالحسن محمد سیالکوٹی(م-۱۳۲۵ھ)، مولانا محی الدین لاہوری(م-۱۳۱۲ھ)، مولانا عبد الحلیم شرر لکھنوی (م-۱۳۴۵ھ)، مولانا سید عبد الحی حسنی (م-۱۳۴۱ھ)، مولانا ابو الوفاء ثناءاللہ امرتسری (م-۱۳۶۷ھ)، مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی(م-۱۳۷۵ھ)وغیرہم خاص طور پر قابل ذکر ہیں، بدعات اور باطل افکار و نظریات کی تردید میں نمایاں کردار ادا کرنے والے تلامذہ میں مولانا عبد الجبار غزنوی (م-۱۳۳۱ھ)، مولانا حافظ محمد لکھوی(م-۱۳۱۱ھ)، مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالوی (م-۱۳۳۸ھ)، مولانا عبید اللہ (م-۱۳۱۰ھ)، مولانا ثناءاللہ امرتسری (م-۱۳۶۷ھ)، اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م-۱۳۷۵ھ)وغیرہم کے نام قابل ذکر ہیں۔جنھوں نے تصوف وسلوک سے آئی ہوئی بدعات کی تردید، نصرانیت، آریہ سماج، قادیانیت، شیعیت، انکار حدیث، نیچریت وغیرہ کا قلع قمع کر کے اسلام کی حقانیت کو ثابت کیا۔

مولانا تلطف حسین فرماتے ہیں ۱۰ رجب ۱۳۲۰ھ (۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء) کو دوشنبہ کے دن مغرب کی اذان ہوئی، میں نماز کے لیے مسجد چلا گیا، واپس لوٹا تو معلوم ہوا کہ علم وفضل کا یہ نیر درخشاں غروب ہو چکا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دوسرے دن سہ شنبہ کو نو بجے عید گاہ میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور قبرستان شیدی پورہ میں ان کے صاحب

زادے مولانا شریف حسین کی قبر کے قریب اس عالم اجل کو دفن کیا گیا۔ اللھم اغفرلہ وارحمہُ وعافہ واعف عنہ (۱۴) نماز جنازہ میاں صاحب کے پوتے سید عبد السلام نے پڑھائی۔ (۱۵)

میاں صاحب کے اکلوتے بیٹے مولانا سید شریف حسین تھے۔ جنھوں نے ۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۰۴ھ (۲ مارچ ۱۸۸۷ء) کو باپ کے سامنے وفات پائی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ (۱۶)

میاں صاحب کے سوانح نگار نے عنوان ضمیمہ اول کے تحت میاں صاحب کی تصانیف کی فہرست دی ہے اور لکھا ہے کہ میاں صاحب کی تصنیف و تالیف کی صحیح تعداد تو غالباً کوئی شخص نہیں بتا سکتا، وفات سے ستائیس برس پہلے انھوں نے فرمایا تھا کی اگر میرے کل فتاویٰ کی نقل رکھی جاتی تو چار فتاویٰ عالمگیری کے برابر ہوتیں، اس کے بعد خدا جانے اس ستائیس برس میں کس قدر فتوے لکھے۔ تاہم سوانح نگار نے کچھ مطبوعہ تالیفات کے نام لکھے ہیں جن میں چھوٹے بڑے رسائل اور فتوے بھی شامل ہیں۔

۱۔ الایمان یزید وینقص، ۲۔ جواز ہبہ مشاع، ۳۔ پیری مریدی، ۴۔ سماع وغناو مزامیر، ۵۔ اذان ثالث، ۶۔ توثیق عبادہ بن صامت در قراءت فاتحہ خلف امام، ۷۔ تراویح سنت موکدہ، ۸۔ تحقیق حدیث جابر بن سمرہ در باب رفع الیدین، ۹۔ تحقیق رجس انما الخمر والمیسر۔۔ الآیۃ، ۱۰۔ مولانا اسماعیل شہید اور سید احمد شہید علیہما الرحمۃ قابل تعظیم تھے، ۱۱۔ سبع ارضین، ۱۲۔ لفظ ما کی تحقیق نسبت ما اھل لغیر اللہ، ۱۳۔ جمع بین الاختین کی تردید، ۱۴۔ جواب جانور منذور لغیر اللہ، ۱۵۔ مسئلہ استواء، ۱۶۔ تقویۃ الایمان (مصنفہ مولانا اسماعیل شہید) کی توثیق، ۱۷۔ دیہات میں جمعہ کی نماز، ۱۸۔ تحقیق اشارہ ما تقول لھذا الرجل، ۱۹۔ سوال منکر نکیر، ۲۰۔ دیدار الٰہی بعین البصر اولیاء اللہ اور دنیا می شود یانہ، ۲۱۔ طلاق مشروع، ۲۵۔ قراءت فاتحہ خلف الامام کی تحقیق بحوالہ محلیٰ شرح موطا شیخ سلام اللہ حنفی، ۲۲۔ چلتی ہوئی ریل گاڑی میں نماز، ۲۶۔ عمل حرمین حجتہ شرعیہ نہیں، ۲۳۔ ناجوازی عبادت شاقہ، ۲۷۔ حدیث اعلان نکاح من وجہ ضعیف، ۲۴۔ تقسیم بدعات، ۲۸۔ ہنڈوی پر زکوٰۃ نہیں، ۲۹۔ تحقیق خروج بضعۃ ۳۰۔ حرمت نفع بذریعہ قرض، ۳۱۔ انتقال مسجد، ۳۲۔ فضائل مکہ معظمہ و مدینہ منورہ، ۳۳۔ مکہ معظمہ میں چار مصلے، ۳۴۔ مجلس میلاد اور قیام، ۳۵۔ مصرف مال زکوٰۃ، ۳۶۔ الشرط من الجانبین، ۳۷۔ حدیث شرط ابو داؤد، ۳۸۔ نیچری، ۳۹۔ قدم رسول ۴۰۔ حدیث مصراط، ۴۱۔ اذا اقیمت الصلوٰۃ، ۴۲۔ افضل البضاعۃ فی حقیقۃ الشفاعۃ، ۴۳۔ جواب چند مسائل مال تجارت زکوٰۃ شحم خنزیر وغیرہ، ۴۴۔ قنوت نازلہ، ۴۵۔ مسائل اربعۃ، ۴۶۔ دلیل محکم فی نفی اثر القدم، ۴۷۔ تعزیہ پرستی، ۴۸۔ گیارہ سوالات کے جوابات، ۴۹۔ زیور، ۵۰۔ ثبوت الحق الحقیق، ۵۱۔ واقعۃ الفتویٰ، ۵۲۔ دافعۃ البلویٰ (رد

تقلید)،۵۳۔واقعۃ الفتوٰی در بیان ادائے سنت فجر،۵۴۔فلاح الولی باتباع النبی،۵۵۔معیار الحق،۵۶۔قبالہ،۔۔۔(۱۷)

فتاوٰی نذیریہ:

فتاوٰی نذیریہ میاں صاحب کے ان فتاوٰی پر مشتمل ہے جو میاں صاحب نے مختلف اوقات میں مختلف مسائل کے بارے میں دیے، میاں صاحب کے ان فتاوٰی کو پہلے پہل تحریر میں لائے جانے کا بندوبست نہیں تھا،اس حقیقت کے بارے میں میاں صاحب اپنی وفات سے ۲۷ سال پہلے عندالتذکرہ فرمایا کہ اگر میرے سارے فتاوٰی کی نقل رکھی جاتی توکم سے کم چار فتاوٰی عالمگیری کے برابر تو ہوتی مگر پہلے کسی نے اس کا خیال نہیں رکھا اب میاں شریف حسین اس کی نقل رکھنے لگے ہیں۔(۱۸)

میاں صاحب کی زندگی میں ان فتاوٰی کو کتابی شکل نہ دی گئی،بلکہ میاں صاحب کی وفات کے بعد ۱۹۱۳ءمیں فتاوٰی کو کتابی شکل دے کر فتاوٰی نذیری نام رکھا گیا۔(۱۹)

حضرت میاں صاحب کے فتاوٰی بہترین علمی و تحقیقی نکات پر مشتمل ہیں۔یہ فتاوٰی آپ کے تین خاص تلامذہ صاحب عون المعبود فی شرح ابی داود، مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (م۔۱۳۲۹ھ)،صاحب تحفۃ الاحوذی فی شرح جامع ترمذی، مولانا عبد الرحمان مبارکپوری (م۔۱۳۵۳ھ) کی مساعی حسنہ اور صاحب تنقیح الرواۃ فی شرح مشکوۃ مولانا ابو سعید شرف الدین محدث دہلوی (م۔۱۳۸۱ھ)کی تحقیق و مختصر تعلیقات کے ساتھ ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۳ءمیں دو جلدوں میں شائع ہوئے،یہ فتاوٰی کافی عرصہ سے نایاب تھے۔۱۳۹۰ھ میں شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی (م۔۱۳۸۷ھ)اور مولانا عطاءاللہ حنیف بھوجیانی(م۔۱۹۸۷ء)کی مساعی جمیلہ سے اہلحدیث اکادمی لاہور کے زیر اہتمام تین جلدوں میں شائع ہوئے،اسی طرح ۲۰۱۰ءمیں اس کی تیسری اشاعت اہلحدیث اکادمی لاہور کے زیر اہتمام شائع ہوئی۔

آخری دو ایڈیشن کی بہت سی خصوصیات ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

- بعض مسائل متعلقہ ابواب کے سوا دوسرے ابواب میں ضمناً آگئے تھے،مثلاً نماز کے بعض مسائل بیوع یا نکاح کے سوالات کے ساتھ مذکور ہو گئے تھے لیکن موجودہ اشاعت میں ان میں سے اکثر مسائل متعلقہ موضوع کے تحت لانے کی کوشش کی گئی ہے۔
- عربی اور فارسی عبارتوں کے اردو ترجمے حاشیے میں کر دیے گئے ہیں۔
- اشاعت اول میں فہرست مضامین مختصر تھی،موجودہ اشاعت میں تفصیل سے دی گئی ہے۔

۶۔ فتاوی میں جن مفتیان کرام اور تصدیق کنندہ حضرات کے اسمائے گرامی آئے ہیں، تیسری جلد کے آخر میں حروف تہجی کی ترتیب سے ان کی فہرست دے دی گئی ہے، یعنی فتاوی نذیریہ کی تین جلدوں کا مکمل اشاریہ بنا دیا گیا ہے۔

فتاوی نذیریہ میں جن مسائل سے بحث کی گئی ہے ان کی تفصیل آئندہ سطور میں دی جا رہی ہے۔

جلد اول:

کتاب الایمان والعقائد ۴۷ فتاوی، کتاب التقلید والاجتھاد ۶ فتاوی، کتاب الاعتصام بالسنۃ والاجتناب عن البدعۃ ۳۹ فتاوی، کتاب العلم ۷ فتاوی، کتاب الطہارۃ ۹ فتاوی، کتاب المساجد ۲۹ فتاوی، کتاب الصلوۃ ۲۸ فتاوی، کتاب الجمعہ ۱۳ فتاوی، کتاب العیدین ۶ فتاوی، کتاب التراویح ۴ فتاوی، کتاب الجنائز ۲۹ فتاوی، کتاب ایصال ثواب الی الموتی ۷ فتاوی (میزان: ۲۷۸ فتاوی) (۲۰)

جلد دوم:

کتاب الاذکار والدعوات والقراءۃ ۱۷ فتاوی، کتاب التوبۃ ۵ فتاوی، کتاب الزکوۃ والصدقات ۱۶ فتاوی، کتاب الصیام ۶ فتاوی، کتاب صدقۃ الفطر ۳ فتاوی، کتاب الحج وزیارۃ المدینۃ ۷ فتاوی، کتاب البیوع ۳۰ فتاوی، کتاب الربو ۵۱ فتاوی، کتاب الاجارۃ ۲۳ فتاوی، کتاب المضاربۃ والبضاعۃ ۲ فتاوی، کتاب الشفعۃ ۶ فتاوی، کتاب المزارعۃ ۳ فتاوی، کتاب الشرکۃ ۶ فتاوی، کتاب الودیعۃ ۴ فتاوی، کتاب الرھن ۷ فتاوی، کتاب الھبۃ ۳۰ فتاوی، کتاب الشروط ۲ فتاوی، کتاب الوقف ۱۶ فتاوی، کتاب الحقوق والدعوی والاقرار ۸ فتاوی، کتاب القضاۃ ۳ فتاوی، کتاب الشھادۃ ۲ فتاوی، کتاب الصلح ۲ فتاوی، کتاب النکاح ۱۳۵ فتاوی، کتاب المفقود ۱۰ فتاوی، کتاب المہر ۱۹ فتاوی (میزان: ۳۷۹)(۲۱)

جلد سوم:

کتاب الوسمیۃ ۵ فتاوی، کتاب الطلاق والخلع ۵۷ فتاوی، کتاب الظہار ۳ فتاوی، کتاب النفقات ۹ فتاوی، کتاب الحضانۃ والنسب ۱۷ فتاوی، کتاب الرضاع ۲۴ فتاوی، کتاب المحرمات ۱۹ فتاوی، کتاب الستر والحجاب وبیان العورات ۳ فتاوی، کتاب الایمان والنذور ۱۱ فتاوی، کتاب الفرائض والوصایا ۷۳ فتاوی، کتاب الاضحیۃ والعقیقۃ ۴۱ فتاوی، کتاب الامارۃ والجہاد ۳ فتاوی، کتاب الحدود والتعذیر ۵ فتاوی، کتاب النظر والاباحۃ ۲۱ فتاوی، کتاب الاطعمۃ والصید والذبائح ۲۰ فتاوی، کتاب اللباس والزینۃ ۱۹ فتاوی، کتاب الطب ۵ فتاوی، کتاب الادب ۷ فتاوی، کتاب البر والصلۃ ۳ فتاوی، کتاب

مناقب الصحابۃ رضی اللہ عنھم ۵ فتاو ی، کتاب ذکر الانبیاءو بدءالخلق ۶ فتاوی، کتاب المعراج ۱ فتوٰی (میزان: ۲۸۵ فتاوی)([۲۲]) (کل میزان ۹۴۲ فتاوی)

فتاوی نذیریہ میں استدلال واستشہاد کے اسالیب:

فتاوی نذیریہ میں مفتی صاحبؒ نے صورت مستفسرہ کی صراحت میں کئی انداز اور طریقے اختیار فرمائے، مثلاً قرآن مجید کی آیات، احادیث، شروح حدیث، فقہ، شروح فقہ، معاصر کتب فتاوی، کتب لغت وتصوف کی عبارات سے استفادہ نقل کیا اور کئی اسالیب اپناتے ہوئے مسائل کے جوابات نقل فرمائے، جن میں سے چند اسالیب اختصار کے ساتھ حسب ذیل سطور میں پیش کیے جاتے ہیں۔

قرآن کریم کی آیات سے اجتہاد واستنباط کا اسلوب:

قرآن کریم کی آیات مطہرہ سے استدلال کرتے ہوئے مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے کئی اسالیب اختیار فرمائے مثلاً صورت مسئولہ میں مسطور کسی امر کے وجود سے ہی عقلاً ونقلاً صراحت کے ضمن میں قرآنی آیات سے بطور دلیل استفادہ، نبی علیہ السلام کے عمل سے استفادہ نقل کرنے کیلئے قرآنی آیات سے استفادہ، عبارت معترضہ جیسی ہم معنی سطور، قرآن کریم کی آیات سے اجتھاد واستنباط کے ذریعے اعتراض کو بے اصل قرار دینے کا اسلوب، مضمون کے اعتبار سے واضح آیات سے استدلال، پوری آیت ذکر کرنے کی بجائے بقدر حاجت آیت کے کچھ حصہ سے استفادہ، کچھ آیات سے براہ راست اجتھاد واستنباط اور کچھ آیات سے بالواسطہ اجتھاد کرنے کا اسلوب، باطل اور مذموم عقائد کی شناعت اور غیر مشروعیت پر قرآن کریم کی آیات سے اجتھادہ استنباط کا اسلوب، وغیرہ جیسے اسالیب سے اختیار کرکے قرآن کریم کی آیات سے استفادہ قلمبند کیاہے۔ جن میں سے چند اہم اسالیب کی مثالیں ذکر کی جاتی ہیں۔

۱۔ مسئلہ کی صراحت میں جلیل القدر پیغمبر علیہ السلام کے عمل سے بڑی دلیل کے طور پر استفادہ کیلئے قرآنی آیات سے استدلال کا اسلوب: جیسا کہ فتوی "ایمان میں کمی بیشی کا مسئلہ" میں صاحب فتوی علیہ الرحمۃ نے نفس ایمان میں کمی بیشی کی سب سے بڑی دلیل کے طور پر ابراہیمؑ کے واقعہ والی آیت سے استدلال کیا جس میں ابراہیمؑ نے عرض کیا تھا کہ:

﴿رب ارنی کیف تحی الموتٰی قال اولم تومن قال بلٰی ولٰکن لیطمئن قلبی﴾ ([۲۳])

" جب ابراہیم نے کہا تھا کہ "میرے مالک! مجھے دکھادے تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔ فرمایا: "کیا تو ایمان نہیں رکھتا؟" اس نے عرض کیا "ایمان تو رکھتا ہوں، مگر دل کا اطمینان درکار ہے۔"

۲. صورت مسئولہ میں عبارت معترضہ جیسی ہم معنی سطور، اعتراض کے رفع کیلئے، قرآن کریم کی آیات سے اجتھاد واستنباط کے ذریعے رقم کرکے، اعتراض کو بے اصل قرار دینے کا اسلوب: جیسا کہ مسئلہ "ہر مخلوق اللہ تعالی کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل" میں حسب ذیل دو آیات اسی اسلوب کی مثال ہیں:

i. سورۃ المائدہ سے حسب ذیل آیت سے استدلال کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ عقلمند لوگ جانتے ہیں کہ مسیح اور ان کی والدہ تو برباد کردینے کے لائق نہیں لیکن ان مشرکوں کے عقیدہ کی تردید کیلئے ایسا فرمایا گیا ہے:

﴿لقد کفر الذین قالوا ان الله هوالمسیح ابن مریم قل فمن یملك لکم من الله شیا ان اراد ان یهلك المسیح ابن مریم وامه ومن فی الارض جمیعا﴾ (٢٤)

ii. سورۃ المائدہ میں ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالی ہے۔

﴿قل اللهم مالك الملك توتی الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدك الخیر انك علی کل شیء قدیر﴾ (٢٥)

۳. محدث دہلویؒ نے قرآن کریم کی مضمون کے اعتبار سے واضح آیات سے استدلال کا اسلوب بھی اپنایا ہے، جیسا کہ:

○ فتوی "شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا وظیفہ کرنا" میں اسی اسلوب کی روشنی میں آیات سے استدلال کیا گیا ہے۔

i. سورۃ النمل میں ارشاد ربانی ہے:

﴿قل لا یعلم من فی السماوات والارض الغیب الا الله﴾ (26)

ہاں وہ اگر کسی کو مطلع کردے تو ہو جاتی ہے۔

ii. آنحضرت ﷺ باوجود اس کے تمام مخلوقات سے اشرف وافضل اور سید الاولین والاخرین ہیں، پھر بھی اللہ تعالی نے آپ کو ان الفاظ میں تعلیم فرمائی ہے، سورۃ الاعراف میں حکم خداوندی ہے:

﴿قل لااملك لنفسی نفعا ولاضرا الا ماشاء الله ولو کنت اعلم الغیب لاستکثر ت من الخیر وما مسنی السوء ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یومنون﴾ (27)

۴. مذموم فعل کی تردید اور غیر مشروع قرار دے کر عوام الناس کو اس میں مضمر برائیوں کے سبب قرآنی آیات سے استدلال کی روشنی میں احتراز کی ہدایت کا اسلوب: جیسا کہ فتوی "غیر شرعی میلہ میں مسلمانوں کی شرکت کا مسئلہ" میں اسی اسلوب کی روشنی میں آیات درج کی گئی ہیں۔

i. سورۃ انعام میں فرمان الٰہی ہے: ﴿فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین﴾ (۲۸)

ii. سورۃ المائدہ میں ارشاد ربانی ہے۔﴿تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان﴾ (۲۹)

۵. مفتی صاحبؒ کے بقول باطل، جاہلانہ اور مذموم عقائد کی شناعت اور غیر مشروعیت پر قرآن کریم کی آیات سے اجتہاد و استنباط کا اسلوب، جیسا کہ:

○ فتوی "مزارات اولیاء پر بامید صحتیابی یا دفع خبائث کے چلہ کرنا" میں حسب ذیل آیات سے مذموم عقائد کی توبیخ اور تردید کی گئی ہے۔

i. سورۃ البقرۃ میں ارشاد باری تعالی ہے: ﴿واذا سالك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان﴾ (۳۰)

ii. سورۃ النمل میں فرمان رب العالمین ہے۔﴿امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء﴾ (۳۱)

علاوہ ازیں دیگر اسالیب بھی اختیار فرمائے ہیں، جن کی فہرست شروع میں دے دی گئی ہے۔

تفاسیر سے استدل و استشھاد کا اسلوب:

تفاسیر قرآنیہ سے کے اقتباسات سے مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے بطور استدلال اور بطور استشھاد استفادہ کرتے ہوئے کئی اسالیب اختیار کیے ہیں، تفاسیر قرآنیہ سے اقتباسات لیتے ہوئے معروف و متداول تفاسیر کو ترجیح دی ہے، جن تفاسیر سے زیادہ تر استفادہ کیا ہے، ان میں تفسیر کبیر، تفسیر جلالین، تفسیر عزیزی، تفسیر بیضادی، تفسیر النیسابوی، تفسیر مدارک، تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر ابو السعود نمایاں ہیں۔ آئندہ سطور میں تفاسیر قرآنیہ سے استفادہ کے مختلف اسالیب میں سے چند بطور مثال رقم کیے جاتے ہیں۔

۱. پوری آیت یا آیت کے کسی حصہ کی محکم و مستحکم دلائل سے توضیح و تشریح کا اسلوب:

جیسا کہ حسب ذیل اقتباس شاھد ہے۔

تفسیر کبیر سے سورہ یونس کی آیت ﴿ویعبدون من دون الله مالا ینفعهم ولا یضرهم ویقولون هولاء شفعاءنا عندالله﴾ کی تفسیر نقل کی ہے کہ:

"أَنَّهُمْ وَضَعُوا هَذِهِ الْأَصْنَامَ وَالْأَوْثَانَ عَلَى صُوَرِ أَنْبِيَائِهِمْ وَأَكَابِرِهِمْ، وَزَعَمُوا أَنَّهُمْ مَتَى اشْتَغَلُوا بِعِبَادَةِ هَذِهِ التَّمَاثِيلِ، فَإِنَّ أُولَئِكَ الْأَكَابِرَ تَكُونُ شُفَعَاءَ لَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى"(۳۲)

۲. تفاسیر سے الفاظ قرآنی کی لغوی تشریح: جیساکہ

﴿ان کل من فی السماوات والارض الا اتی الرحمان عبدا﴾ (۳۳) میں مذکور لفظ عبدا کی وضاحت میں تفسیر کبیر، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر جلالین اور تفسیر مدارک سے لغوی تشریح نقل کی ہے۔

i. معالم التنزیل فی تفسیر القرآن میں ہے کہ: "ذلیلا خاضعا" (۳۴)

ii. تفسیر مدارک میں اس کا معنی یوں بیان کیا گیا ہے کہ: "خاضعا ذلیلا منقادا" (۳۵)

۳. صورت مسئولہ میں عبارت معترضہ جیسی ہم معنی سطور کا مشہور تفاسیر سے ثبوت: جیساکہ محدث دہلویؒ نے سائل کے نزدیک سید اسماعیل شہیدؒ کی عبارت معترضہ "مخلوق اللہ تعالی کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے" جیسی ہم معنی سطور کا ارباب علم ودانش و حل وعقد کے ہاں مشہور تفاسیر سے ثابت کیا کہ یہ سطور قابل اعتراض نہیں بلکہ ارباب علم ودانش کے ہاں یہی صحیح عقیدہ ہے، مثالیں درج ذیل ہیں۔

i. تفسیر بیضاوی میں ہے

"ماالمسیح ابن مریم الارسول وامه صدیقه کسائر النساء اللاتي یلازمن الصدق، أو یصدقن الأنبیاء علیهم الصلاة والسلام. كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعامَ ویفتقران إلیه افتقار الحیوانات."(۳٦)

ii. تفسیر جلالین میں ہے: "كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَام} كَغَيْرِهِمَا مِنْ النَّاس" (۳۷)

اب صاحب بیضاوی اور جلالین کی عبارت پر غور کریں وہ حضرت عیسی علیہ السلام اور ان کی والدہ کو حیوانوں کی طرح محتاج قرار دے رہے ہیں۔ نعوذ باللہ ان کا مقصد ان کی توہین کرنا نہیں بلکہ ان کی محتاجی بیان کرنا مقصود ہے۔ راقم الفتوی(۳۸)

۴. کسی مسئلہ کی وضاحت میں سلف صالحین کا اجماع نقل کرنے کیلئے بھی تفسیر کے اقتباس سے استفادہ فرمایا ہے۔

اگر حدیث "قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ."(۳۹) سے ذکر کرجہر اور خفی دونوں کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے، تو سلف صالحین ذکر جہر کی کراہت کے قائل نہ ہوتے حالانکہ تفسیر مظہری میں ذکر جہر کی کراہت پر اجماع نقل کیا گیا ہے۔

"اجمع العلماء على ان الذكر سرا هو الأفضل والجهر بالذكر بدعة الا فى مواضع مخصوصة مسّت الحاجة فيها الى الجهر به كالاذان والاقامة وتكبيرات التشريق وتكبيرات الانتقال فى الصلاة للامام والتسبيح للمقتدى إذا ناب نائبة والتلبية فى الحج ونحو ذلك"(۴۰)

۵. آیت کے چیدہ چیدہ اہم الفاظ کی توضیح کیلئے بھی تفسیری اقتباس نقل کیا ہے،

جیسا کہ آیت کریمہ ﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ﴾(۴۱) میں سے اعدوا اور من قوۃ کی تفسیر نقل فرمائی ہے اور اس کیلئے امام بغوی کا درج ذیل اقتباس درج کیا ہے:

الْإِعْدَادُ: اتِّخَاذُ الشَّيْءِ لِوَقْتِ الْحَاجَةِ. مِنْ قُوَّةٍ، أَيْ: مِنَ الْآلَاتِ الَّتِي تَكُونُ لَكُمْ قُوَّةً عَلَيْهِمْ مِنَ الْخَيْلِ وَالسِّلَاحِ. (۴۲)

۶. مفتی صاحبؒ کے نزدیک باطل اور مذموم عقائد کی نفی میں تفسیر کے اقتباس سے شان نزول بیان کرکے تردید کا اسلوب۔

جیسا کہ محدث دہلویؒ نے آیت کریمہ " قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا۔۔" کا تفسیر نیشاپوری سے شان نزول بیان کرکے عقیدہ " شیخ عبد القادر جیلانی شیئاًللہ کا وظیفہ کرنا" کی نفی کی ہے:

"قال الكلبي: إن أهل مكة قالوا: يا محمد ألا يخبرك ربك بالسعر الرخيص قبل أن يغلو فتشتري فتربح، وبالأرض التي يريد أن تجدب فترتحل عنها إلى ما قد أخصب، فأنزل الله هذه الآية."(۴۳)

علاوہ ازیں تفاسیر سے استفادہ میں دیگر اسالیب بھی ہیں جیسا کہ مذموم فعل میں مضمر برائیوں کی غیر مشروعیت پر آیت میں ناطق لفظ کی مختلف قراتوں کے ذریعے وضاحت کا اسلوب، عقلی و نقلی دونوں اعتبار سے تفسیری اقتباس سے صورت مسئولہ کے کسی پہلو کی وضاحت، آیات قرآنیہ میں مرقوم مختلف طبقات کی وضاحت میں تفسیر سے استفادہ کا اسلوب، آیت کریمہ میں مرقوم معروف لفظ کی اصطلاحی و شرعی تعریف، تفسیر کے اقتباس سے نقل کرنے کا اسلوب، مفتی صاحبؒ کے ہاں معاشرے میں مروج فرسودہ اور غلط رسوم ورواج اور عقل و تفکر کے دریچوں پر قفل لگانے جیسے غلط تصورات و تفکرات کی بیخ کنی کیلئے تفاسیر کے اقتباسات سے استفادہ، مسئلہ کی

وضاحت میں عقلی استدلال، وتوجیہات کا اسلوب بھی تفاسیر سے اخذ اقتباس میں نمایاں طور پر موجود ہے، تفاسیر سے مفتی صاحبؒ کے ہاں باطل عقیدے کی نفی اور تردید وتوبیخ کے اعتبار سے بھی مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے استفادہ کیا ہے، غیر فطری امور، نفس کشی اور رھبانیت کی مذمت میں بھی تفسیر سے استفادہ کا اسلوب اپنایا گیا ہے، مذموم فعل میں مضمر برائیوں کی غیر مشروعیت پر تفاسیر سے استفادہ کا اسلوب، آیت قرآنیہ کے کسی حصہ کی درست تفہیم کیلئے بھی تفاسیر کے اقتباس سے استفادہ کیا ہے، وغیرہ نمایاں اسالیب ہیں۔

احادیث رسول ﷺ سے استدلال کا اسلوب:

میاں صاحبؒ نے احادیث رسول ﷺ سے صورت مسئولہ کی وضاحت میں براہ راست استنباط فرمایا، اور کئی مستند احادیث ذکر فرمائی ہیں۔ احادیث سے استنباط کے مختلف اسالیب ہیں، کہیں بطور استدلال، کہیں بطور استشھاد، اور کہیں احادیث کا اصل مراجع کے ساتھ ذکر، کہیں حدیث پر حکم بھی لگایا ہے، کہیں مختصر حدیث اور کہیں مکمل طویل حدیث، کہیں مروجہ رسوم باطلہ کا رد اور کہیں ایک ہی حدیث کا کئی راویوں کے ساتھ ذکر جیسے مختلف اسالیب اختیار فرمائے ہیں، آئندہ کی سطور میں احادیث سے استفادہ کے مختلف اسالیب کو مثالوں کے ساتھ مزین کر کے تحریر کیا جارہا ہے۔

۱. مفتی صاحبؒ نے مسئلہ کی تبیین میں بعض دفعہ نہایت واضح اور بعض دفعہ غیر واضح احادیث سے استدلال کا اسلوب اپنایا ہے، جیسا کہ "ایمان میں کمی بیشی کا مسئلہ" میں یہ اسلوب کئی مواقع پر موجود ہے۔(۴۴)

i. الاداب للبیھقی اور معجم ابن الاعرابی میں مرقوم حدیث میں مذکور لفظ "نصف" سے صراحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایمان میں کمی بیشی یقینی ہے: "الصبر نصف الایمان"(٤٥)

ii. مسئلہ "تارک نماز کافر ہے یا نہیں؟" میں یہ اسلوب موجود ہے،(۴۶) جیسا کہ اس مسئلہ کی وضاحت میں صاحب فتوی نے درج ذیل حدیث سے ثابت کیا کہ اعمال صالحہ ایمان کا جزو نہیں بلکہ خارج ہیں۔ لہٰذا تارک نماز کو کافر نہیں کہا جاسکتا۔ صحیح بخاری میں حضرت عبادہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ:

"عَنْ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «مَنْ شَهِدَ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ، وَالجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، أَدْخَلَهُ اللَّهُ الجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنَ العَمَلِ»" (٤٧)

۲. حدیث کے ایک ہی متن کو کئی راویوں سے بیان کرنے کا اسلوب، جیسا کہ مسئلہ "عالم برزخ میں آپ ﷺ کو امت کے حالات کی خبر ہوتی ہے یا نہیں" میں حسب ذیل حدیث سے استفادہ اسی اسلوب کے تحت ہے۔(۴۸)

"عن انس عن النبی ﷺ قال لیردن علی ناس من اصحابی الحوض حتی عرفتھم اختلجو ا دونی فاقول اصحابی فیقول انک لاتدری ما احدثوابعدک"(۴۹)

یہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ، حضرت حذیفہؓ، حضرت سھل بن سعدؓ، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، حضرت ابن المسیبؒ، اسماء بنت ابی بکرؓ، سعید بن جبیرؒ سے بھی مروی ہے کسی میں تفصیل ہے اور کسی میں اجمال۔(۵۰)

اکثر اوقات پوری حدیث رقم کرنے کی بجائے حدیث کا ایک حصہ بطور استدلال پیش کیا ہے، جیسا کہ مسئلہ " اولیاء اللہ کا اللہ تعالیٰ کو بغیر تاویل کے ظاہری آنکھوں سے دیکھنے کا مسئلہ "میں یہ اسلوب موجود ہے۔(۵۱)
صحیح بخاری میں حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث مکمل جو کہ لمبی حدیث ہے، درج کرنے کی بجائے صرف یہ حصہ فتویٰ میں مسطور ہے کہ:" سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"(۵۲)

۲. احادیث صحیحہ سے استدلال کرتے ہوئے اکثر اوقات مراجع کا ذکر بھی ساتھ ہی کر دیا ہے، جیسا کہ "پروردگار عالم کو حاکم دنیوی سے تشبیہ دینے کے مسئلہ میں " سنن ترمذی کی تین احادیث (۵۳) ذکر کرنے کے بعد باقاعدہ مراجع کا ذکر مرقوم ہے۔(۵۴)

۳. احادیث سے استدلال کرتے ہوئے مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے اس بات کا التزام کیا ہے کہ کتب صحیحہ سے بالخصوص بخاری و مسلم سے سے احادیث نقل کی جائیں، جیسا کہ مسئلہ "عبادات شاقہ اور نفس کشی ثواب کے لحاظ سے زیادہ بہتر ہے یا رسول اللہ کی اتباع ؟" کے مکمل فتویٰ میں صرف صحیح بخاری سے احادیث لانے کا التزام کیا ہے، جو کہ محدث دہلویؒ کا امتیازی خاصہ بھی ہے۔(۵۵)

۴. مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے بعض اوقات اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل والی احادیث پیش کر کے مسئلہ کی تبیین فرمائی ہے۔

جیسا کہ "عبادت شاقہ اور نفس کشی ثواب کے لحاظ سے بہتر ہے یا رسول اللہ ﷺ کی اتباع "کے مسئلہ میں حسب ذیل حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رقم کی گئی ہے۔(۵۶)

i. صحیح بخاری میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبادت شاقہ کی حالت اس طرح بیان کی گئی ہے:

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا حَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ، فَقَالَ: «مَا هَذَا الحَبْلُ؟» قَالُوا: هَذَا حَبْلٌ لِزَيْنَبَ فَإِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لاَ حُلُّوهُ لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ، فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ-" (۵۷)

ii. صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی حدیث میں تین اصحاب کے عمل کی صراحت مرقوم ہے(۵۸)

علاوہ ازیں "نفل نماز کے پیچھے فرض کی ادائیگی" کے مسئلہ میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کا درج ذیل عمل مسطور ہے۔

متفق علیہ حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: "«كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ، فَيُصَلِّي بِهِمْ"(۵۹)

۵. مذموم فعل کی تردید اورانھیں غیر مشروع قراردے کر عوام الناس کو اس میں مضمر برائیوں اور احادیث کے منافی ہونے کے سبب احتراز کی ہدایت کا اسلوب: جیسا کہ "غیر شرعی میلہ میں مسلمانوں کی شرکت کے مسئلہ "میں درج ذیل احادیث اسی اسلوب کی مثالیں ہیں۔(۶۰)

i. امام طبرانی نے المعجم الکبیر للطبرانی میں نقل کیا ہے۔

"مَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَغَضَبُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا"(۶۱)

ii. آنحضرت ﷺ نے مزید فرمایا: من تشبه بقوم فهو منهم "(۶۲)

۶. بعض دفعہ کسی مسئلہ کی وضاحت اور تبیین میں آنحضرت ﷺ کے عمل سے متعلق احادیث نقل فرمائی ہیں۔

۷. صورت مسئولہ پر عدم جواز کے قائلین کے دلائل کے تذکرہ میں احادیث سے استفادہ کا اسلوب: جیسا کہ "فجر کی نماز کھڑی ہوجائے تو اسی مسجد میں سنتوں کا ادا کرنا" کے مسئلہ میں عدم جواز کے قائلین کے دلائل رقم کرنے کیلئے یہ اسلوب اپنایا ہے۔(۶۳)

۸. باطل فرق کے رد میں بھی احادیث سے استدلال کا اسلوب مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے اختیار فرمایا ہے جیسا کہ "تارک نماز کافر ہے یا نہیں؟" کے مسئلہ میں معتزلہ اور خوارج کے رد میں جو مرتکب کبیرہ کو کافر کہتے ہیں، سنن ابی داوٗد کی درج ذیل حدیث پیش کی ہے:

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " ثَلَاثٌ مِنْ أَصْلِ الْإِيمَانِ: الْكَفُّ عَمَّنْ، قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا نُكَفِّرُهُ بِذَنْبٍ، وَلَا نُخْرِجُهُ مِنَ الْإِسْلَامِ بِعَمَلٍ"،الی آخر-" (۶۴)

۹. کسی مسئلہ میں مجوزین یعنی قائلین کے دلائل ذکر کرنے میں احادیث سے استفادہ کا اسلوب ، جیسا کہ "تارک نماز کافر ہے یا نہیں؟" کے مسئلہ میں یہ اسلوب ذکر کیا گیا ہے۔(٦۵)

۱۰. احادیث صحیحہ سے استدلال جنھیں مروی عنہ اور اصل مراجع کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے احادیث مع حکم درج کرنے کا اسلوب: رکوع سے اٹھنے کے بعد رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ پڑھنا اور بین السجدتین اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهدنی وعافنی الخ پڑھنا کے مسئلہ میں یہی اسلوب کارفرما ہے ۔(٦٦) تداوی بالخمر جائز ہے کہ نہیں؟ کے مسئلہ میں حدیث کی سند پر بھی حکم بھی لگایا ہے"(٦٧)

۱۱. رفع اشتباہ کیلئے حدیث سے بطور استدلال استفادہ کا اسلوب ،درج ذیل مثالوں میں یہی اسلوب کارفرما ہے۔(٦٨)

مثلاً امام وقت میں کن شرائط کا ہونا ضروری ہے ؟ میں سے شرط اول کہ "وہ قریشی ہو یعنی قریش میں سے ہو" کی دلائل سے وضاحت کے بعد ظاہراً معارض حدیث کی وضاحت بھی فرمادی جس سے شبہ ہوتا تھا کہ قریشی کے علاوہ بھی کوئی امیر بن سکتا، یعنی رفع شبہ کا اسلوب اپنایا ہے، حدیث درج ذیل ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا، وَإِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ (٦٩)

مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ: یہاں حاکم سے مراد عامل ہے کہ جس کو امام وقت کسی شہر یا کسی گاؤں یا کسی لشکر پر مقرر کر دے ،امام وقت مراد نہیں ہے کیونکہ لفظ حدیث میں ان استعمل ہے جس کا ترجمہ ہے عامل بنا دیا جائے اور عامل امام وقت کو نہیں کہتے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ امامت قریش کے ساتھ خاص ہے تو ضروری ہوا کہ اس سے وہ عامل مراد لیا جائے جسے امام وقت مقرر کرے۔(٧٠)

۱۲. صحیح بخاری کے تراجم الابواب سے بھی استفادہ کیا ہے۔

مسئلہ "صدقہ علانیہ یا خفیہ" میں وضاحت کے طور پر تراجم الابواب سے استفادہ مرقوم ہے۔(٧١)

مسئلہ "بیع الوفاء" میں بھی صحیح بخاری کے تراجم الابواب سے استفادہ فرمایا ہے۔(٧٢)

مسئلہ "احکام ہبہ" میں یہ اسلوب موجود ہے۔(٧٣)

۱۳. کسی مسئلہ کی شرائط کی وضاحت میں احادیث رسول ﷺ کے اقتباسات سے بطور استدلال استفادہ کا اسلوب: جیسا کہ امام وقت کیلئے شرائط "شرط اول یہ ہے کہ وہ قریشی ہو یعنی قریش میں سے ہو۔ دوسری

شرط یہ ہے کہ وہ زندہ اور حاضر ہو اور عاقل ہو، مردہ غائب قابل امامت کے نہیں ہے، تیسری شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے اور کسی امام کے ہاتھ پر مومنین نے بیعت نہ کی ہو اور وہ امام اول اب تک زندہ ہو، اور چوتھی شرط یہ ہے کہ مومن اور دیندار ہو۔" (۷۴) کی وضاحت کیلئے احادیث سے بطور استدلال استفادہ کیا ہے۔

۱۴. مکمل فتوی کہ "تداوی بالخمر جائز ہے یا نہیں؟" میں صرف احادیث سے استدلال کیا گیا ہے، کسی اور اقتباس سے استفادہ مرقوم نہیں ہے۔(۷۵)

۱۵. احادیث کی اصح ترین کتب سے ترجیحاً استفادہ کیا گیا ہے، جیسا کہ مسئلہ "عالم برزخ میں آنحضرت ﷺ کی امت کے حالات کی خبر ہوتی ہے یا نہیں۔" میں یہ اسلوب موجود ہے۔ جس میں متفق علیہ کتب احادیث، بخاری و مسلم سے خوب استفادہ کرکے ترجیحاً احادیث کو ذکر کیا ہے، احادیث کی دیگر کتب سے بھی احادیث پیش کی ہیں لیکن نمایاں حصہ بخاری و مسلم کا ہے۔(۷۶)

فتوی "عورتوں کیلئے سونے کا زیور پہننا" کے مسئلہ میں ترجیحاً پہلے صحیحین کی روایات درج کی گئی ہیں اور پھر دیگر کتب احادیث صحیحہ سے، روایات سے استفادہ کیا ہے۔(۷۷)

اس کے علاوہ دیگر اسالیب بھی احادیث سے استفادہ کے ضمن میں اختیار فرمائے، اختصار کے طور پر صرف چند کا ذکر کیا گیا ہے۔

شروح حدیث کے اقتباسات سے بطور استدلال واستشہاد حسب ضرورت خوشہ چینی فرمائی اور کئی اقتباسات سے مختلف مواقع پر مختلف انداز سے استفادہ فرمایا، شروح حدیث کی جس عبارت سے استفادہ کیا اس کے مراجع ذکر کرنے کا بھی اکثر مواقع پر بندوبست فرمایا، بلکہ بعض دفعہ تفصیلی مراجع جس میں جلد، صفحہ اور مطبع کا بھی ذکر کرنے کا اہتمام فرمایا، احادیث کی صحت پر سند کے اعتبار سے حکم لگانے کا اسلوب، آیات اور احادیث میں کسی لفظ کی لغوی وضاحت، آیات قرآنیہ کی تفسیر کا اسلوب، کسی مسئلہ میں جمہور علماء کا موقف بیان کرنا، سلف صالحین اور باطل فرق میں تقابل، عقلی و منطقی اعتبار سے کسی مسئلہ پر لگے اعتراضات کی وضاحت، صورت مسئولہ میں مسطور عبارت معترضہ جیسی ہم معنی سطور کا شروح احادیث سے ذکر، حدیث کا مختصر مفہوم اپنے الفاظ میں قلمبند کرکے شروح احادیث سے وضاحت، مروجہ باطل اور مذموم عقائد کی نفی اور تردید اور رفع اشتباہ کیلئے شروح احادیث کے اقتباسات سے استفادہ وغیرہ جیسے اسالیب نمایاں ہیں۔

کتب فقہ اور شروح فقہ کے اقتباسات سے دو طرح سے استفادہ کیا ہے، بعض اوقات بطور استدلال اور بعض دفعہ بطور استشہاد، لیکن ان دونوں طریقوں سے استفادہ میں کئی اسالیب اختیار فرمائے ہیں۔ مثلاً مسئلہ کی صراحت میں اہل سنت والجماعت کا اجماع نقل کرنے کیلئے فقہی اقتباسات سے استفادہ، صورت مسئولہ میں مرقوم عبارت معترضہ جیسی ہم معنی سطور، معترض کا اعتراض رفع کرنے کیلئے، کتب فقہ کے اقتباسات سے ذکر کرنے کا اسلوب، کتب فقہ کے اقتباسات سے قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں وضاحت کرکے باطل اور مذموم عقیدے کی نفی، مفتی صاحبؒ کے نزدیک مذموم اور باطل عقائد مثلاً شیخ عبد القادر جیلانی یا دوسرے بزرگوں کے نام کا وظیفہ کرنا" کے حاملین کیلئے فقہاء و مجتھدین کا حکم کو درج کیا ہے، صورت مسئولہ میں منقول فعل کے بطلان اور غیر مشروعیت میں مشہور امام فقہ کے دوٹوک قول سے بھی استفادہ فرمایا ہے، فقہی اقتباسات سے احادیث کی وضاحت فرمانے کا سلوب، عہد جدید میں پیش آمدہ مسئلہ کی بابت عہد قدیم میں موجود اس سے ملتی جلتی اشیاء پر منطبق کرکے جواب دینے کا اسلوب، صورت مسئولہ میں مسطور شبھات، کے ازالے اور نقلاً و عقلاً مسئلہ کی تردید کا اسلوب، مسئلہ میں قائلین و مجوزین کے دلائل کی درست تفہیم اور تردید کا اسلوب، غیر مسنون فعل کو مشروع قرار دینے پر تنبیہ کا اسلوب، شروح الفقہ کے اقتباس سے استدلال کرتے ہوئے بین المذاہب ہم آہنگی کا اسلوب یعنی بوقت ضرورت کسی دوسرے مذہب سے استفادہ کیا جا سکتا ہے، وغیرہ اختیار فرمائے ہیں۔

فتوی کی ابتداء میں اجمالاً جواب رقم کرتے ہوئے کئی طرح کے عمدہ اسالیب اپنائے ہیں، جو محدث دہلویؒ کی فن فتوی نویسی میں مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے، مثلاً اجمالی جواب میں اہل سنت والجماعت کا اجماع نقل کرنا، مذموم اور قابل شناعت فعل کو غیر مشروع قرار دینے کا اسلوب، فقہاء و محدثین کے مختلف فیہ موقف کی وضاحت کا اسلوب، کسی ایک راجح فریق کا موقف اجمالاً ذکر کرنا، صورت مسئولہ کی بابت پیش کی جانے والی پوری بحث کا خلاصہ بیان کرنا، تمہیداً شبہ، جس کی بناء پر یہ سوال ابھرا ہے، کی بنیاد کی وضاحت کرنا، اثنائے فتوی میں بحث کے کسی ایک پہلو کی وضاحت نقل کرکے نتیجہ اخذ کرکے مزید تفصیلی دلائل دینے سے پہلے خلاصتاً مختصر جواب تحریر کرنا وغیرہ جیسے اسالیب مسطور ہیں۔

میاں صاحبؒ شاعری کا بہت ذوق رکھتے تھے، انھیں سینکڑوں اشعار ازبر تھے، ان کے اس ذوق کی جھلک بھی فتوی میں نمایاں نظر آتی ہے، جو انتہائی برمحل اور برموقع ہوتے تھے، اشعار استعمال کرنے کے مختلف اسالیب فتاوی میں مسطور ہیں۔

گفتگو کا حاصل یعنی نتیجہ اخذ کرنے کا اسلوب ماہر فن اور عوام الناس کے ہاں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، کیونکہ گفتگو کا نتیجہ اخذ نہ کرنا ایسے ہی ہے جیسے کسی کو کھلے سمندر میں بغیر کوئی سمت اور راستہ بتائے خزانے کی

تلاش میں چھوڑ دیا جائے، یعنی نتیجہ اخذ نہ کر کے اسے تلاطم خیز موجوں کے حوالے کرنا ہے، اگر تو اسے تیرنا آتا ہو گا اور سمندر میں خزانے کی تلاش کے علم سے واقف ہو گا، تو وہ ضرور تلاش کر لے گا، یعنی ماہر فن اور عقل سلیم کا حامل شخص تو ضرور اپنے طور پر نتیجہ اخذ کر کے راہنمائی حاصل کر لے گا لیکن عامی شخص سمندر میں غرق ہو جائے گا، مفتی صاحبؒ نے اس پہلو میں بھی کئی طرح کے عمدہ اسالیب فتاویٰ میں نقل فرمائے ہیں۔

عقلی استدلال سے بھی بقدر الحاجۃ استفادہ فرمایا ہے، اور اس کیلئے کئی اسالیب اپنائے ہیں، مثلاً معترض کے اعتراض کی عقلی و منطقی اعتبار سے تردید کا اسلوب، حدیث کی وضاحت اور تصریح میں منطقی اور عقلی استدلال کا اسلوب، منطقی واصولی بحث سے فتویٰ کے اختتام کا اسلوب، باطل فرقہ کا موقف ذکر کرنے کے بعد عقلاً اس کی تردید کا اسلوب وغیرہ۔

اسی طرح لغات، مشہور فقیہ کا مؤقف، معاصر فتاویٰ کا ذکر، ضمناً مزید مسائل کی وضاحت وغیرہ میں بھی کئی اسالیب فتاویٰ میں مسطور ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ الحجر ۱۵: ۹
۲۔ بہاری، فضل حسین، الحیاۃ بعد المماۃ، المکتبہ اثریہ، سانگلہ ہل، شیخوپورہ، ۱۹۸۹، ص:۱۳-۱۵
۳۔ ایضاً، ص:۱، ۱۵
۴۔ ایضاً، ص:۲۴، ۲۳
۵۔ ایضاً، ص:۲۴، ۲۳
۶۔ ایضاً، ص:۲۴
۷۔ ایضاً، ص:۲۵، ۲۴
۸۔ نوشہروی، امام خان، ابو یحیی، تراجم علمائے حدیث ہند،، ناشر، مکتبہ اہلحدیث ٹرٹ کراچی، س ن، ۱/۱۳۶
بہاری، فضل حسین، الحیاۃ بعد المماۃ، ص ۳۰
۹۔ بہاری، فضل حسین، الحیاۃ بعد المماۃ، ص ۳۴، ۳۳
۱۰۔ مبارک، پروفیسر، حیاۃ الشیخ السید محمد نذیر حسین دہلوی، اہلحدیث ٹرسٹ، س ن، ص ۵-۲،
الحسني ،عبد الحي بن فخر الدين بن عبد العلي ،الطالبي (م۔ ١٣٤١ھ)، الإعلام بمن في تاريخ الهند من الأعلام المسمى بـ (نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر)،دار النشر: دار ابن حزم - بيروت، لبنان،الطبعة: الأولى، ١٤٢٠ هـ، ١٩٩٩م،٩٠٨/٧،١٠٠٦/٧)، ١٠٢٦/٧، بہاری، فضل حسین، الحیاۃ بعد المماۃ، ص۲۹ (حاشیہ)، ۳۶، ۳۵، ۳۴
نوشہروی، امام خان، ابو یحیی، تراجم علمائے حدیث ہند، مکتبہ اہلحدیث ٹرسٹ کورٹ روڈ کراچی، س ن، ۱/۱۳۸، ۱۳۷
۱۱۔ بہاری، فضل حسین، الحیاۃ بعد المماۃ، ص ۴۳، ۴۱
۱۲۔ ایضاً، ص ۵۱، ۵۰
۱۳۔ ایضاً، ص ۸۱-۸۳
۱۴۔ ایضاً، ص ۲۲۲
۱۵۔ ایضاً، ص ۲۳۳، ۲۳۲
۱۶۔ ایضاً، ص ۲۷۷
۱۷۔ ایضاً ص ۲۸۲، ۲۸۱
۱۸۔ ایضاً، ص ۱۵۲
۱۹۔ ایضاً، ص ۱۵۲

۲۰۔ دہلوی، نذیر حسین، سید، فتاوی نذیریہ، مکتبہ اصحاب الحدیث، حافظ پلازہ مچھلی منڈی، اردو بازار لاہور، اشاعت: جولائی ۲۰۱۰ء، جلد اول

۲۱ ۔ ایضاً، جلد دوم

۲۲۔ ایضاً، جلد سوم

۲۳۔ البقرة۲: ۲۶۰

۲۴۔ المائدہ۵: ۱۷

۲۵۔ آل عمران۳: ۲۶

۲۶۔ النمل۲۷: ۶۵

۲۷۔ الاعراف۷: ۱۸۸

۲۸۔ (انعام٦: ٦٨)

۲۹۔ المائدہ۵: ۲

۳۰۔ البقرہ۲: ۱۸۶

۳۱۔ النمل۲۷: ۶۲

۳۲۔ (الرازي ،محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي الملقب بفخر الدين الرازي خطيب الري، أبو عبد الله (م۔ ٦٠٦هـ)، التفسير الكبير،٢٢٧/١٧)

۳۳۔ (مريم١٩: ٩٣)

۳۴۔ (البغوي ، الحسين بن مسعود ، محيي السنة، أبو محمد (م۔ ٥١٠هـ)، معالم التنزيل في تفسير القرآن = تفسير البغوي،المحقق: حققه وخرج أحاديثه محمد عبد الله النمر - عثمان جمعة ضميرية - سليمان مسلم الحرش،الناشر: دار طيبة للنشر والتوزيع،الطبعة: الرابعة، ١٤١٧ هـ - ١٩٩٧ م،٢٥٧/٥)

۳۵۔ (النسفي ،عبد الله بن أحمد بن محمود حافظ الدين ، أبو البركات (م۔ ٧١٠هـ)، تفسير النسفي (مدارك التنزيل وحقائق التأويل)،حققه وخرج أحاديثه: يوسف علي بديوي،راجعه وقدم له: محيي الدين ديب مستو،الناشر: دار الكلم الطيب، بيروت،الطبعة: الأولى، ١٤١٩ هـ - ١٩٩٨ م،٣٥٤/٢)

۳۶۔ (البيضاوي ،ناصر الدين أبو سعيد عبد الله بن عمر بن محمد الشيرازي (م۔ ٦٨٥هـ)، أنوار التنزيل وأسرار التأويل، المحقق: محمد عبد الرحمن المرعشلي،الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت،الطبعة: الأولى - ١٤١٨ هـ،١٣٨/٢)

۳۷۔ (المحلي ،جلال الدين محمد بن أحمد (المتوفى: ٨٦٤هـ) و السيوطي، جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر (م۔ ٩١١هـ)، تفسير الجلالين، الناشر: دار الحديث - القاهرة،الطبعة: الأولى ،١٥١/١)

۳۸۔ دہلوی،نذیر حسین،سید،فتاوی نذیریہ۱/۷۹

۳۹ ۔ (البخاري،محمد بن إسماعيل أبو عبدالله، الجعفي،صحيح بخاری، المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر،الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ،كِتَابُ التَّوْحِيدِ،بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ} [آل عمران: ٢٨] ،١٢١/٩، ح:٧٤٠٥)

(القشيري ،مسلم بن الحجاج أبوالحسن،النيسابوري (م۔ ٢٦١هـ) ،صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي،الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت،بدون تاريخ ، كتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ،بَابُ الْحَثِّ عَلَى ذِكْرِ اللهِ تَعَالَى ،٢٠٦١/٤،ح:٢٦٧٥)،

(القزويني ،ابن ماجة محمد بن يزيد ، وماجة اسم أبيه يزيد، أبو عبد الله (م۔ ٢٧٣هـ)، سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي،الناشر: دار إحياء الكتب العربية – بدون تاريخ ،١٢٥٥/٢،ح:٣٨٢٢)

۴۰۔ (المظهري، محمد ثناء الله،تفسير مظہری، المحقق: غلام نبي التونسي، مكتبة الرشدية – الباكستان،الطبعة: ١٤١٢ هـ ، ٣٦١/٣)

۴۱۔ الانفال ٨: ٦٠

۴۲۔ البغوي ، محيي السنة ، أبو محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء ،الشافعي (م۔٥١٠هـ)، تفسير البغوي،المحقق : عبد الرزاق المهدي، دار إحياء التراث العربي -بيروت،الطبعة : الأولى ، ١٤٢٠ هـ،٣٠٣/٢

۴۳ - (النيسابوري ، الحسن بن محمد بن حسين القمي، نظام الدين (م۔ ٨٥٠هـ)، غرائب القرآن ورغائب الفرقان، المحقق: الشيخ زكريا عميرات،الناشر: دار الكتب العلميه - بيروت،الطبعة: الأولى - ١٤١٦ هـ،٣٥٨/٣)

۴۴۔ دہلوی، نذیرحسین،سید،فتاوی نذیریہ،٣٦/١

۴۵۔ (البيهقي ،أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر (م۔ ٤٥٨هـ)، الآداب للبيهقي،اعتنى به وعلق عليه: أبو عبد الله السعيد المندوه،الناشر: مؤسسة الكتب الثقافية، بيروت - لبنان،الطبعة: الأولى، ١٤٠٨ هـ - ١٩٨٨ م،بَابٌ فِي فَضْلِ الصَّبْرِ وَانْتِظَارِ الْفَرَجِ وَالرُّجُوعِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي كَشْفِ الضُّرِّ،٣٠٦/١،ح:٧٥٧)

(البصري ،أبو سعيد بن الأعرابي أحمد بن محمد بن زياد بن بشر بن درهم ،الصوفي (م۔ ٣٤٠هـ)، معجم ابن الأعرابي،تحقيق وتخريج: عبد المحسن بن إبراهيم بن أحمد الحسيني،الناشر: دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية،الطبعة: الأولى، ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧ م، بَابُ الْبَاءِ،٣٠٩/١،ح:٥٩٢)

۴۶۔ دہلوی،نذیر حسین،سید،فتاوی نذیریہ، ۱/۵۴۹

۴۷۔ (البخاري،محمد بن إسماعيل أبو عبدالله الجعفي،صحيح بخارى، كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ ،بَابُ قَوْلِهِ: {يَا أَهْلَ الكِتَابِ لاَ تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ،١٦٥/٤،ح:٣٤٣٥)

۴۸۔ دہلوی،نذیر حسین،سید،فتاوی نذیریہ،۱/۵۸،۵۷

۴۹۔ (البخاري ،محمد بن إسماعيل أبو عبدالله ،الجعفى،صحيح بخارى، كِتَابُ الرِّقَاقِ ،بَابٌ فِي الحَوْضِ،١٢٠/٨،ح:٦٥٨٢

۵۰۔ دہلوی،نذیر حسین،سید،فتاوی نذیریہ،۱/۵۹،۵۸

۵۱۔ دہلوی،نذیر حسین،سید،فتاوی نذیریہ،۱/۶۴

۵۲۔ (البخاري ،محمد بن إسماعيل أبو عبدالله ،الجعفي ،صحيح بخارى، كِتَابُ التَّوْحِيدِ ،بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ} [القيامة: ٢٣]،١٢٧/٩،ح:٧٤٣٦)

۵۳۔ (الترمذي، ،محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، أبو عيسى (المتوفى: ٢٧٩هـ)، سنن الترمذي، المحقق: بشار عواد معروف،الناشر: دار الغرب الإسلامي - بيروت،سنة النشر: ١٩٩٨ م ، أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ،٥٩ – بَابٌ،٢٤٨/٤،ح:٢٥١٦)،
(ايضاً، أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ ، بَاب مِنْهُ،٣١٧/٥،ح:٣٣٧٣)،
(ايضاً، أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ ،بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الدُّعَاءِ ،٣١٥/٥،ح:٣٣٧٠)

۵۴ ۔ دہلوی،نذیر حسین،سید،فتاوی نذیریہ، ١/١٣٩-١٤١

۵۵ ۔ ايضاً١/٢٨٦-٣٠١

۵۶ ۔ ایضاً١/٢٩٣-٢٩٥

۵۷۔ (البخاري ،محمد بن إسماعيل أبو عبدالله، الجعفي،صحيح بخارى، كتاب التهجد،باب، ٥٣/٢،ح:١١٥٠)

۵۸۔ (البخاري ،محمد بن إسماعيل أبو عبدالله، الجعفي،صحيح بخارى، كِتَابُ النِّكَاحِ،بَابُ التَّرْغِيبِ فِي النِّكَاحِ،٢/٧،ح:٥٠٦٣)

۵۹ ۔ (البخاري ،محمد بن إسماعيل أبو عبدالله ،الجعفي،صحيح بخارى، كِتَابُ الأَذَانِ ،بَابُ إِذَا صَلَّى ثُمَّ أَمَّ قَوْمًا،١٤٣/١،ح:٧١١)،
(القشيري ،مسلم بن الحجاج أبو الحسن ،النيسابوري (م۔ ٢٦١هـ)،صحيح مسلم، كِتَابُ الصَّلَاةِ ، بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِشَاءِ،٣٤٠/١،ح:٤٦٥)

۶۰۔ دہلوی،نذیر حسین،سید،فتاوی نذیریہ،۱/۲۷۳

۶۱۔ (الطبراني،سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم (م۔ ٣٦٠هـ)، المعجم الكبير، المحقق: حمدي بن عبد المجيد السلفي،دار النشر: مكتبة ابن تيمية - القاهرة،الطبعة: الثانية،عدد الأجزاء:٢٥ ،ويشمل القطعة التي نشرها لاحقا المحقق الشيخ حمدي السلفي من المجلد

۱۳ (دار الصميعي - الرياض / الطبعة الأولى، ١٤١٥ هـ - ١٩٩٤ م)،باب العين، عَمْرُو بْنُ عَوْفِ بْنِ مِلْحَةَ الْمُزَنِيُّ،٢٣/١٧،ح:٣٥)،

۶۲۔ القاري علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي (م۔ ١٠١٤هـ)، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، الناشر: دار الفكر، بيروت - لبنان،الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م، كِتَابُ اللِّبَاسِ،٢٧٨٢/٧،ح:٤٣٤٧)

۶۳۔ ایضاً ۱/۵۲۵-۵۲۸

۶۴۔ (السِّجِسْتاني ،سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي ، أبو داود، سنن أبي داود، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد،الناشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت۔، كِتَاب الْجِهَادِ ،بَابٌ فِي الْغَزْوِ مَعَ أَئِمَّةِ الْجَوْرِ ،١٨/٣،ح:٢٥٣٢ (م ٢٧٥هـ)

۶۵۔ دہلوی، نذیر حسین، سید، فتاوی نذیریہ، ۱/۵۵۲

۶۶۔ ایضاً، ۱/۵۵۶،۵۵۵

۶۷۔ ایضاً، ۳/۴۱۵

۶۸۔ ایضاً، ۳/۲۸۰،۲۷۹

۶۹۔ البخارى، محمد بن اسماعيل، ابو عبدالله، صحيح بخارى ،كتاب الاحكام، بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْإِمَامِ مَا لَمْ تَكُنْ مَعْصِيَةً، ٦٢/٩، ح:٧١٤٢

۷۰۔ دہلوی، نذیر حسین، سید، فتاوی نذیریہ، ۲/۲۸۰

۷۱۔ ایضاً، ۲/۸۱

۷۲۔ ایضاً، ۲/۱۴۹

۷۳۔ ایضاً، ۲/۲۸۳

۷۴۔ ایضاً، ۲/۲۷۷

۷۵۔ ایضاً، ۳/۴۱۵،۴۱۴

۷۶۔ ایضاً، ۱/۵۹-۵۷

۷۷۔ ایضاً، ۳/۳۸۴-۴۰۴